جناب عطاء اللہ صاحب ایم ۔ اے

نوجوانوں کی ذمہ داریاں

حضورِ اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں!

اس دورِ پرفتن میں جب کہ اعدائے اسلام کی طرف سے ہر قسم کے فکری، عملی اور مادی وسائل اللہ کے دین کو دبانے اور اسے نیچا دکھانے کے لئے استعمال ہو رہے ہیں، مسلم نوجوانوں کو سوچنا ہوگا کہ ان حالات میں اللہ رب العزت نے ان پر کیا ذمہ داریاں عائد فرمائی ہیں؟ --- اس کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں، کتاب و سنت ہمارے پاس موجود ہیں، ان میں ہمارے لئے کامل رہنمائی موجود ہے!

دینِ فطرت کی طرف رجوع

اسلام دینِ فطرت ہے ---- آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"کلّ مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام"۔

کہ "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے!"

فلہٰذا اسی کا پابند ہے، بلکہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق و مالک کا مطیع و منقاد ہے:

"وَلَهٗ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ"۔

ہم دیکھتے ہیں کہ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق سے لے کر بڑی سے بڑی مخلوق تک کی یہ مجال نہیں کہ اپنے خالق کے حکم سے سرتابی کرے ---- پھر نہ جانے وہ انسان، جس کے ساتھ جزا و سزا کا معاملہ بھی ہونے والا ہے، اپنے رب کا نافرمان کیوں ہے؟ ---- پوری دنیا

کے انسانوں کو اسی فطرت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جس پر وہ پیدا کئے گئے ہیں' چنانچہ احکام اسلام کو عملاً قبول کرتے ہوئے انہیں فلاحِ دارین کے لئے سوچنا ہوگا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے !

دعوت و تبلیغ

اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے اولین زینہ دعوت و تبلیغ ہے ---- آج جب کہ ہر طرف جہالت کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں' فحاشی و بے حیائی کا چلن عام ہے ---- نیکی مغلوب اور بدی غالب ہے' مسلمانانِ عالم کے ہر فرد پر حسبِ استطاعت دعوت و تبلیغ کا فریضہ عائد ہوتا ہے ---- بالخصوص مسلم نوجوانوں کو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کے لئے مستعد ہوجانا چاہیئے' ورنہ وہ عند اللہ مجرم قرار پائیں گے ---- رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"مَن رَأیٰ منکم مُنکرًا فلیغیّرہ بیدہٖ فان لّم یستطع فبلسانہٖ وان لّم یستطع فبقلبہٖ وذالک اضعف الایمان"۔

"تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اسے زورِ بازو سے ختم کرے' اگر اس کی استطاعت نہیں پاتا تو زبان سے روکے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم دل سے تو اسے برا جانے ---- تاہم یہ آخری درجہ کمزور ترین ایمان کا ہے"۔

قرآن مجید میں ہے:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ -- الاٰية"

(آلِ عمران: ۱۰۴)

"تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف دعوت دیں' بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں"۔

افسوس! اس کے برعکس آج ہو یہ رہا ہے کہ برائی کو نظر انداز کیا جاتا ہے' اور اگر کوئی اس کا نوٹس لے ہی لے' تو الٹا نوٹس لینے والے کو روکا جاتا ہے' جب کہ برائی کرنے والے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے ---- یہ گویا برائی کا حکم دینا اور نیکی سے روکنا ہے' اور قرآن'

کریم نے یہ شیوہ منافقین کا بتلایا ہے ---- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُھُمْ مِّنْ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْکَرِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ - الاٰیۃ!"

(التوبۃ: ٦٧)

"منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس (یعنی ایک ہی طرح کے) ہیں کہ برے کام کرنے کو کہتے ہیں اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں!"

جب کہ مؤمنوں کے بارے اسی سورہ کی آیت ۷۱ میں ارشاد ہوا:

"وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ---- الاٰیۃ!

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں ---- نیک کام کرنے کو کہتے اور برے کاموں سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں!"

لیکن آج مومنوں کی روش چھوڑ کر منافقین کا رویہ اپنا لیا گیا ہے ---- چنانچہ اکثر سننے میں آتا ہے کہ "سب ہی اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں!" جہاں کوئی لگا ہے، ٹھیک ہی لگا ہے "! ---- حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بالکل مناسبِ حال ایک مثال بیان فرما کر اس رویہ کے تباہ کن نتائج سے خبردار کیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"مثل المدھن فی حدود اللّٰہ والواقع فیھا مثل قومٍ استھموا سفینۃ فصار بعضھم فی اسفلھا وصار بعضھم فی اعلاھا فکان الّذی فی اسفلھا یمرّ بالماء علی الّذین فی اعلاھا فتاذّوا بہ فاَخَذَ فاْسًا فجعل ینقر اسفل السفینۃ فاتوہ فقالوا مالک قال تاذّیتم بی ولا بُدّلِی من الماء فان اخذوا علٰی یدیہ انجوہ ونجوا انفسھم وان ترکوہ اھلکوہ واھلکوا انفسھم"۔

(صحیح بخاری عن نعمان بن بشیرؓ)

"مثال حدود اللہ میں مداہنت کرنے اور اس میں پڑنے والے کی مثال ایک ایسی قوم کے لوگوں کی ہے جو ایک کشتی میں سوار ہوئے، چنانچہ ان میں سے بعض تو کشتی

کے نچلے حصے میں بیٹھے اور کچھ اوپری حصے میں ـــ اب نیچے والے پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے پاس سے گذرتے ہیں تو اوپر والے پریشان ہوتے ہیں' یہ صورتِ حال دیکھ کر نچلی منزل والوں میں سے ایک نے کلہاڑے کے ذریعے کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنا شروع کیا۔ اوپر والوں نے اس کے پاس آکر اس کی وجہ پوچھی ' تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے اوپر آنے جانے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے' جب کہ پانی کی ہمیں سخت ضرورت ہے' تو کیوں نہ ہم نیچے سے پانی حاصل کر لیں؟ ـــ اب اگر اوپر والے اس کے ہاتھ پکڑ لیں گے تو خود بھی بچ جائیں گے اور اسے بھی بچا لیں گے ـــ لیکن اگر "سب ٹھیک" کہہ کر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو خود بھی ہلاک ہوجائیں گے اور اسکی ہلاکت کا باعث بھی بنیں گے"!

آج بالکل یہی صورتِ حال درپیش ہے ـــ ہمیں سوچنا چاہئے کہ بدی کا جو سیلاب آج دوسرے کے دروازے پر دستک دے رہا ہے' اللہ نہ کرے وہ ایک دن ہمارا اپنا دروازہ بھی کھٹکھٹا سکتا ہے ـــ بالخصوص نوجوانوں کو میدانِ عمل میں اتر کر "امر بالمعروف ' نہی عن المنکر" کا فریضہ ادا کرنا ہوگا' ورنہ ہلاکت یقینی ہے!

روحِ جہاد سے آراستہ ہونا

دعوت و تبلیغ کے بعد دوسرا فریضہ جہاد ہے ـــ مسلمان نوجوانوں کو روحِ جہاد سے آراستہ ہونا چاہئے ـــ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"ذروۃ اسلام جہاد۔"
"یعنی جہاد اسلام کی کوہان ہے!"

نیز فرمایا کہ:

"میری بعثت سے اللہ نے جہاد جاری کردیا ہے' حتّٰی کہ اس امت کا آخری فرد دجال سے جنگ کرے گا' اسے کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا عدل نہیں روک سکتا!"

قرآن مجید میں ہے:

"وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الآية۔"

(الانفال: ۶۰)

"یعنی جہاں تک ممکن ہو' دشمنوں کے لئے سامانِ جنگ تیار کرو!

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجدِ نبوی ﷺ میں تیراندازی کی مشق کی جاتی ----- آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"ارموا بنی اسماعیل فان اباکم رامیا"!

"اے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد! تیر اندازی سیکھو' بلاشبہ تمہارا باپ بھی تیر انداز تھا"۔

قرونِ اول کے مسلمانوں کو جب کفار کے رعب و جلال سے مرعوب کیا جاتا تھا' تو ان کا شوقِ جہاد مزید تیز ہوتا تھا اور وہ رب کی طرف رجوع کرتے تھے ---- قرآنِ مجید میں ہے:

"اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ"۔

(آلِ عمران: ۱۷۳-۱۷۴)

"(جب) ان (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے کے) لئے (لشکرِ کثیر) جمع کیا ہے' ان سے ڈرو! تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوگیا اور کہنے لگے کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے' پھر وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش و خرم میدانِ جہاد سے) واپس آئے' انہیں کسی قسم کا ضرر نہ پہنچا اور وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے!"

انہی کے بارے میں اقبال نے کہا تھا ؎

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد

آج مسلمانوں کی ذلت و پستی کی واحد وجہ جہاد سے دوری اور حبِّ دنیا ہے ----- حالانکہ تاریخی حقائق آج بھی مسلمانوں کے لئے راہِ عمل متعین کرتے ہیں کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کے جملہ مسائل کا واحد حل جہاد فی سبیل اللہ ہے!

بے داغ جوانی

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ تم میں سے بہتر جوان وہ ہے جو بوڑھوں کی مثل ہو (یعنی وہ موت کو قریب جان کر گناہوں سے بچے) اور بدتر بوڑھا وہ ہے جو جوان

ہو (بڑھاپے میں بھی وہ اپنے نفس کا غلام ہو کر رہ جائے اور موت کو یاد نہ رکھے)!

شیخ حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اے نوجوان! اگرچہ امید یہی ہے کہ تو بوڑھا ہوگا' تاہم عبادت میں کوشش کر' کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بوڑھے زندہ رہتے ہیں اور جوان مرجاتے ہیں!"

اور جہاں تک بوڑھوں کا معاملہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی عمر چالیس سال کی ہوگئی' اور اس کی نیکیاں گناہوں سے زائد نہ ہوئیں' تو شیطان منہ پر ہاتھ پھیر کر کہتا ہے کہ یہ فلاح پانے والا نہیں ہے!

جب ہم سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی عفت و عصمت میں گذری۔ آپ ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ایامِ جہالت کے رسم و رواج میں میں نے کبھی حصہ نہیں لیا --- صرف دو دفعہ ارادہ کیا' مگر اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ دس برس کی عمر میں مجھے کہانیاں سننے کا شوق ہوا' ایک دفعہ ایسی ہی مجلس میں شرکت کرنے کے لئے چلا' راستے میں آرام کے لئے بیٹھا تو مجھے نیند آگئی اور جب سورج نکلا تو آنکھ کھلی۔ اسی عمر کا واقعہ ہے کہ کسی شادی بیاہ میں عورتیں گا رہی تھیں' دف بج رہی تھی۔ میں سننے کے لئے چلا' لیکن چلتے چلتے نیند غالب آگئی اور میں سوگیا' آنکھ اس وقت کھلی' جب دن روشن ہوچکا تھا --- ان دو واقعات کے سوا میں نے کبھی مکروہاتِ جہالت کا ارادہ تک نہ کیا' اور ان دو میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا! --- پچیس سال کی عمر میں حضور ﷺ نے شادی کی اس سے قبل تجرد کا زمانہ' جو عین عنفوانِ شباب کا زمانہ تھا' آپ ﷺ نے کمال عفت و عصمت اور شرم و حیاء سے بسر کیا --- دیکھنے والوں کی شہادت موجود ہے کہ حضور ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی بڑھ کر حیا دار تھے!

عصرِ حاضر کے جوانوں کے لئے اس میں سبق موجود ہے کہ وہ اپنے عالمِ شباب کو بے داغ رکھیں' تاکہ ان کے کردار کی طرف کوئی انگلی تک نہ اٹھا سکے!

حفاظتِ اسلام

؎ کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

اے مسلم نوجوان! کیا تو نے کبھی سوچا کہ تیرے اسلاف کون تھے؟ --- یہ وہ لوگ ہیں کہ حفاظتِ اسلام کے لئے جنہوں نے اپنی جان' مال' دولت' غرض ہر چیز لٹا دی ---

ماضی کے دریچوں میں جھانک کر ذرا اس نوجوان کی طرف دیکھ کہ جس کا نام مالکؒ بن انس ہے' جسے ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا جاتا ہے' منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے گلی گلی کوچہ کوچہ پھرایا جاتا ہے --- جب لوگ اس سے اس کا قصور پوچھتے ہیں تو بتلاتا ہے کہ میں محمدِ اکرم ﷺ کی فوج کا سپاہی ہوں' مجھے اپنی جان و عزت کی پرواہ نہیں ! اس سے بدتر سلوک گوارا کر سکتا ہوں' جسم کے ٹکڑے ٹکڑے تو کروا سکتا ہوں' لیکن اللہ کے دین کے کسی ایک بھی مسئلے میں تبدیلی گوارا نہیں کر سکتا--- ایک اور صاحب احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں' جن پر کوڑے برسائے جارہے ہیں اور کبھی الٹے لٹکائے جارہے ہیں' لیکن اف تک نہیں کرتے --- ان کا جرم بھی صرف یہی ہے کہ دینِ اسلام کی حفاظت پر کمربستہ ہیں!

اے مسلم نوجوان ! تو انہی عظیم اسلاف کا وارث ہے' لیکن تو نے اپنی حقیقت' اپنے مقامِ عزیمت کو فراموش کردیا اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو فراموش کر کے ان سے سبکدوش ہوگیا۔ حالانکہ یہ تو ہی تھا کہ ابلیسی قوتوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے بپھرے ہوئے شیر کی طرح میدان میں کود پڑتا تھا' بہادری کے ایسے جوہر دکھاتا تھا کہ دنیا جس کے نام سے کانپتی تھی --- تو برق کی طرح چمکتا' شعلہ بن کر ابھرتا اور اپنے حریف کو راکھ کا ڈھیر بنا دیتا تھا --- کسی ظالم سفاک کے سامنے تیری گردن کٹی تو تھی' مگر جھکی کبھی نہیں تھی --- تو نے کفر و شرک کے طوفانوں کا منہ موڑا تھا اور ان کے مقابل تیرے پائے ثبات میں کبھی جنبش نہ آئی تھی!

اے مسلم نوجوان ! کیا تو ان میں سے نہیں جنہوں نے صداقت و راستی کا دامن کبھی نہ چھوڑا تھا' خواہ کچھ بھی ہوجائے ! --- جو منزل کی طرف رواں دواں رہے' لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی ؟ --- جو فتنوں کے استیصال کے لئے بلا خوف و خطر نکل کھڑے ہوتے تھے --- جو شاہانِ زمانہ کے جاہ و جلال کو کبھی خاطر میں نہ لائے اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ببانگِ دہل حق کا اعلان کرتے رہے --- جنہیں دنیا والوں نے ترغیب و تحریص کے ذریعے اپنا ہم نو اپنانے کی سر توڑ کوششیں کیں' لیکن ناکام رہے --- انہیں مظالم کا نشانہ بنایا گیا' ان پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا' ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنائی گئیں' ان کی ننگی پیٹھ پر تازہ دم جلادوں کے ہاتھوں نہایت شقاوت و سنگدلی کے ساتھ کوڑے برسائے گئے۔ لیکن ان کی استقامت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا --- جنہوں نے اپنے آپ کو مصائب و تکالیف کی چکی میں پسوا ڈالا اور جنہوں نے

اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں نذر کردیں۔لیکن اسے بھی حق تعالیٰ کا انعام ہی سمجھا

؎ جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کیا اے نوجوان! تو روزِ قیامت ایسے لوگوں کو ہمدوش کھڑا نہیں ہونا چاہتا؟ ---- اگر چاہتا ہے کہ تجھے یہ شرف حاصل ہو تو تجھے صبر و ثبات کا پیکر بننا ہوگا۔ بپھرے ہوئے طوفانوں کا سامنا کرنا ہوگا، کفر و شرک کے سیلاب کی تند و تیز لہروں کے سامنے چٹان بننا ہوگا---- تیری ایمانی قوت کو پہاڑ بن کر ظلم و ستم کی موجوں کا منہ پھیرنا ہوگا---- تجھے اسلام کی بیخ کنی کی تحریکوں کو کچلنا ہوگا، میدانِ عمل میں اتر کر انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مردانگی کے جوہر دکھانے ہوں گے ---- جہالت کے اندھیروں میں اسلام کے نور سے فیضیاب ہوکر چودھویں کے چاند کی طرح چمکنا ہوگا، تاکہ تاریکیاں چھٹ جائیں اور کائنات جگمگا اٹھے ---- تجھے اس مومن کی زندہ تصویر بننا ہوگا جو میدانِ کارزار میں جان ہتھیلی پر رکھ کر اترتا ہے اور کشتوں کے پشتے لگا دیتا ہے!

پیکرِ حسن و جمال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے طائف و احد و بدر کے میدانوں میں دادِ شجاعت دی ---- دانت مبارک تو شہید کروائے، سر مبارک تو زخمی کروایا، لیکن اسلام کے دامن پر آنچ نہ آنے دی ---- اپنے ساتھیوں کو شہید تو کروایا، اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کا انگ انگ تو کٹوا دیا، مگر کفر و شرک کے سامنے کبھی مصالحت نہیں کی!

---- اے نوجوان! سوچ کہ قلعہ اسلام کی حفاظت تیرے اسلاف نے کس طرح کی؟ ---- کبھی تپتی ریت پر لیٹ کر، کبھی دہکتے انگاروں پر بچھ کر، کبھی اپنے جسموں کو گھوڑوں کے سموں تلے پسوا کر، کبھی ابلتے ہوئے تیل کے کڑھاؤ میں اپنے تن من تج کر ---- لیکن افسوس! آج تیری صورت، تیری سیرت، تیری تہذیب، تیرا تمدن، تیرا رہن سہن، تیرا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا اور اوڑھنا بچھونا مغرب کے تابع ہوگیا ---- اب تیرا تعلق محمد ﷺ سے نہیں، امریکہ اور انگلستان سے ہے ---- حالانکہ یہ تیری جان کے بھی دشمن ہیں اور ایمان کے بھی! ---- اٹھ اور اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے نہ صرف ان اعدائے اسلام کو نیچا دکھا، بلکہ روئے زمین پر دینِ حق کا بول بالا کر ---- اللہ تیرا حامی و ناصر ہو، آمین!